16731

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۲۰۰۷

(۳)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مفتی صاحب مجھے چند باتیں دریافت کرنی ہیں۔

(1) میری پھوپھی کا انتقال ہو گیا ہے ان کی شادی نہیں ہوئی تھی لہٰذا نہ ان کا شوہر ہے نہ بیٹا بیٹی پوتا پوتی اور نہ ہی ان کے والد والدہ ہیں نہ دادا دادی اسی طرح ان کے پانچوں بھائی بھی انہی کی حیات میں انتقال کر گئے تھے اور بہنیں کوئی نہ تھی۔ البتہ سب سے بڑے بھائی کی کوئی اولاد نہ تھی دوسرے نمبر والے کے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے تیسرے بھائی کے 4 بیٹے اور 8 بیٹیاں ہیں چوتھے کے تین بیٹے اور 7 بیٹیاں ہیں اور پانچویں بھائی کی صرف ایک لڑکی ہے اب ان میں وراثت کس طرح تقسیم ہوگی

(2) ہماری پھوپھی نے اپنی حیات میں بھتیجیوں کیلئے کچھ نہ کچھ خیال رکھنے کی وصیت کی تھی تو کیا وصیت پر عمل کرکے انہیں کچھ دینا ضروری ہے؟

(حامد ۔۔۔)

(۳) ہماری پھوپھی جو کہ بڑی عمر کی تھیں
اکثر بیمار رہتی تھیں تو کچھ لوگ ان کا خیال
رکھتے تھے اور ان پر خرچ کرتے تھے اب وہ
پیسوں کا مطالبہ کر رہے ہیں، اسی
طرح بعض لوگ قرضوں کے مطالبہ کے لئے
بار بار تنگ کر رہے ہیں جائیداد کی مالکین
مانگ رہے ہیں تو کیا ان لوگوں کو پیسہ دینا
ضروری ہے؟ اسی طرح بغیر آمدنی کے
مالکین دینا بھی ضروری ہے؟
میں معاملات خراب کرنا نہیں چاہتا
اپنی آخرت کو مد نظر رکھ کر ان معاملہ میں
عند اللہ بھی سرخرو ہونا چاہتا ہوں آپ
قرآن و حدیث کی روشنی میں میری
رہنمائی فرمادیں۔

مستفتی: داب محمد بیگ
فون نمبر: 0300-2428869
پتہ: House No A-82 / 8
کورنگی 6 کراچی

دارالافتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدًاومصلیًا

واضح رہے کہ اگر میت کے ورثاء میں صرف اس کے بھتیجے اور بھتیجیاں ہوں تو میت کا ترکہ اس کے بھتیجوں کو ملتاہے، بھتیجیوں کا شرعاً اس میں کوئی حصہ نہیں ہوتا، تاہم اگر بھتیجے اپنی دلی خوشی سے میت کی بھتیجیوں کو کچھ دیناچاہیں تو دے سکتے ہیں، یہ ان کیلئے باعثِ ثواب اور باہمی الفت کا ذریعہ ہے۔

(۱)۔۔۔ آپ کی پھوپھی مرحومہ کے ترکہ کی تقسیم کی تفصیل یہ ہے کہ مرحومہ نے بوقتِ انتقال اپنی ملکیت میں جو کچھ منقولہ وغیر منقولہ مال وجائیداد مثلاً پلاٹ، نقدرقم، سوناچاندی، مالِ تجارت، کپڑے، برتن اور مرحومہ کا وہ قرض جو ان کا کسی پر ہو اور مرحومہ نے اپنی زندگی میں وہ وصول یا معاف نہ کیا ہو، غرض جو بھی چھوٹا بڑا سامان چھوڑا ہے وہ سب ان کا ترکہ ہے، اس میں سے سب سے پہلے ان کی تجہیز و تکفین کے اخراجات نکالے جائیں گے تاہم یہ اخراجات اگر کسی نے اپنی طرف سے بطور احسان ادا کردیے ہوں تو پھر منہا نہیں کئے جائیں گے، البتہ اگر مرحومہ کے ذمہ کسی کا کوئی واجبُ الاداء قرض ہو تو اسکے ترکہ سے وہ ادا کیا جائے، اس کے بعد دیکھیں کہ اگر مرحومہ نے کسی غیر وارث کے حق میں کوئی جائز وصیت کی ہو تو اس پر بقیہ ترکہ کے ایک تہائی (1/3) مال کی حد تک عمل کریں اس کے بعد جو ترکہ باقی بچے اس کے کل نو (9) برابر حصے کرکے مرحومہ کے ہر بھتیجے کو ایک ایک حصہ دیدیں۔

مسئلہ:9

بھتیجا	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجیں (17)
1	1	1	1	1	1	1	1	1	محروم
11.111٪	11.111٪	11.111٪	11.111٪	11.111٪	11.111٪	11.111٪	11.111٪	11.111٪	

الفتاوى الهندية – (٦ / ٤٥١)

وإذا اجتمع جماعة من العصبة في درجة واحدة يقسم المال عليهم باعتبار أبدانهم لا باعتبار أصولهم مثاله ابن أخ وعشرة بني أخ آخر أو ابن عم وعشرة بني عم آخر المال بينهم على أحد عشر سهما لكل واحد سهم، كذا في الاختيار شرح المختار وعصبة بغيره وهي كل أنثى تصير عصبة بذكر يوازيها وهي أربعة: البنت بالابن وبنت الابن بابن الابن والأخت لأب وأم بأخيها والأخت لأب بأخيها، هكذا في الحاوي القدسي وباقي العصبات ينفرد

دار الافتاء

بالميراث ذكورهم دون أخواتهم وهم أربعة أيضا: العم وابن العم وابن الأخ وابن المعتق، كذا في خزانة المفتين.

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (٦ / ٧٧٦)

وأشار إلى ما في السراجية وشرحها من أن من لا فرض لها من الإناث وأخوها عصبة لا تصير عصبة بأخيها كالعم والعمة إذا كانا لأب وأم أو لأب وكان المال كله للعم دون العمة وكذا في ابن العم مع بنت العم وفي ابن الأخ مع بنت الأخ ونظمت ذلك بقولي:

ولم يعصب غير ذات سهم ... أخ كمثل عمة وعم

(۲)۔۔۔صورتِ مسئولہ میں اگر مرحومہ نے بھتیجوں کے بارے میں صرف کچھ نہ کچھ خیال رکھنے کی وصیت فرمائی تھی اور کوئی مال وغیرہ کا ذکر نہیں کیا تھا تو شرعاً ان الفاظ سے وصیت منعقد نہیں ہوئی البتہ اگر عاقل بالغ ورثاء (مرحومہ کے بھتیجے) مرحومہ کی خواہش کے پیشِ نظر اس کی بھتیجوں کو اپنی مرضی سے جو کچھ دینا چاہیں دے سکتے ہیں، یہ ان ورثاء کیلئے باعثِ ثواب اور ان کی طرف سے ان بھتیجوں کیلئے بہترین صلہ رحمی کہلائے گی۔

بدائع الصنائع، دارالكتب العلمية – (٧ / ٣٥٢)

[الشرط الذي يرجع إلى الموصى به]

(وأما) الذي يرجع إلى الموصى به، فأنواع منها أن يكون مالا، أو متعلقا بالمال؛ لأن الوصية إيجاب الملك، أو إيجاب ما يتعلق بالملك من البيع، والهبة، والصدقة، والإعتاق، ومحل الملك هو المال، فلا تصح الوصية بالميتة، والدم من أحد، ولأحد؛ لأنهما ليس بمال في حق أحد، ولا بجلد الميتة قبل الدباغ، وكل ما ليس بمال، وقد ذكرنا ذلك في كتاب البيوع.

(ومنها) أن يكون المال متقوما،

(۳)۔۔۔جن لوگوں نے آپ کی پھوپھی کے علاج ومعالجہ پر پیسے خرچ کیے تھے، اگر واقعی انہوں نے قرض کے طور پر خرچ کیے تھے، تبرع واحسان کی نیت نہیں تھی تو ان کا یہ قرض میت کے ترکہ سے ادا کیا جائے گا۔

اسی طرح بعض دوسرے لوگ جو قرضوں کا مطالبہ کر رہے ہیں اگر ان کے پاس قرضوں کا کوئی شرعی ثبوت ہو جس کے ذریعہ وہ کسی پنچائیت یا عدالت میں مرحومہ پر اپنے قرضے ثابت کر سکیں یا ورثاء کو ان کے قرضوں کا علم ہو تو یہ قرضے مرحومہ کے ترکہ سے انہیں دیے جائیں گے، لیکن اگر ان کے پاس کوئی

(جاری ہے۔۔۔)

شرعی ثبوت نہ ہو اور نہ ورثاء کو ان کے قرضوں کا علم ہوں تو اگر معاملہ عدالت یا پنچائیت کے سامنے پیش ہو تو مدعی کی طرف سے ثبوت پیش نہ کرنے کی صورت میں ورثاء پر قسم علی العلم آئے گی یعنی ورثاء عدالت یا پنچائیت میں اس بات پر قسم کھالیں کہ ہمیں ان قرضوں کا علم نہیں جس کا یہ لوگ دعوی کر رہے ہیں تو پھر ان لوگوں کو پیسوں کے مطالبہ کا حق نہیں ہوگا۔

رد المحتار(۶۸۸/۵)

(قوله: هو الإيجاب) وفي خزانة الفتاوى: إذا دفع لابنه مالا فتصرف فيه الابن يكون للأب إلا إذا دلت دلالة التمليك بيري.قلت: فقد أفاد أن التلفظ بالإيجاب والقبول لا يشترط، بل تكفي القرائن الدالة على التمليك كمن دفع لفقير شيئا وقبضه، ولم يتلفظ واحد منهما بشيء، وكذا يقع في الهداية ونحوها فاحفظه

فتح القدير للمحقق ابن الهمام الحنفي – (۱۸ / ۴۳۳)

قال : (ومن ورث عبدا وادعاه آخر يستحلف على علمه) لأنه لا علم له بما صنع المورث فلا يحلف على البتات (وإن وهب له أو اشتراه يحلف على البتات) لوجود المطلق لليمين إذ الشراء سبب لثبوت الملك وضعا وكذا الهبة ....ثم اعلم أن هذا نوع آخر أيضا من كيفية اليمين ، وهو اليمين على العلم أو البتات ، والضابط في ذلك أن التحليف إن كان على فعل نفسه يكون على البتات ، وإن كان على فعل غيره يكون على العلم .

الدر المختار (۵/ ۵۵۳)

(كذا إذا ادعى دينا أو عينا على وارث إذا علم القاضي كونه ميراثا أو أقر به المدعي أو برهن الخصم عليه) فيحلف على العلم.

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (۶ / ۷۱۷)

أقول: والتحرير ما في أدب الأوصياء عن المحيط أن في رجوع الوصي بلا إشهاد للرجوع اختلاف المشايخ اهـ ونقل في أدب الأوصياء كلا من القولين عن عدة كتب وعن الخانية، فقد اضطرب كلام الخانية أيضا ونقل عن الخلاصة اشتراط الإشهاد خلاف ما نقله الشارح عنها. ثم قال: وفي المنتقى بالنون: أنفق الوصي من مال نفسه على الصبي وللصبي مال غائب فهو متطوع في الإنفاق استحسانا إلا أن يشهد أنه قرض أو أنه يرجع به عليه لأن قول الوصي لا يقبل في الرجوع فيشهد لذلك، وفي العتابية ويكفيه النية فيما بينه وبين الله تعالى. وفي المحيط عن محمد إذا نوى الأب الرجوع ونقد الثمن على هذه النية وسعه الرجوع فيما بينه وبين الله تعالى، أما في القضاء فلا يرجع ما لم يشهد ومثله في

(جاری ہے۔۔۔)

للمنتقى.............وفي الخانية: ولو شرى لطفله شيئا وضمن عنه ثم نقده من ماله يرجع قياسا لا استحسانا اهـ.

قلت: فقد تحرر أن في المسألة قولين: أحدهما عدم الرجوع بلا إشهاد في كل من الأب والوصي، والثاني اشتراط الإشهاد في الأب فقط، ومثله الأم الوصي على أولادها، وعللوه بأن الغالب من شفقة الوالدين الإنفاق على الأولاد للبر والصلة لا للرجوع، بخلاف الوصي الأجنبي فلا يحتاج في الرجوع إلى الإشهاد، وقد علمت أن القول الأول استحسان. والثاني قياس، ومقتضاه ترجيح الأول وعليه مشى المصنف قبيل باب عزل الوكيل وهذا كله في القضاء، والله تعالى أعلم

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (٦ / ٧٦٠)

(قوله ويقدم دين الصحة) هو ما كان ثابتا بالبينة مطلقا أو بالإقرار في حال الصحة ط.

وقد يرجح بعضه كدين الأجنبي على مكاتب مات عن وفاء يقدم على دين المولى وكالدين الثابت على نصراني بشهادة المسلمين، فإنه مقدم على الثابت بشهادة أهل الذمة عليه والدين الثابت بدعوى المسلم عليه يقدم على الدين الثابت عليه بدعوى كافر إذا كان شهودهما كافرين، أو شهود الكافر فقط أما إذا كان شهودهما مسلمين أو شهود الكافر فقط، فهما سواء كما في حاشية البحر للرملي من كتاب الشهادات فافهم (قوله على دين المرض) هو ما كان ثابتا بإقراره في مرضه أو فيما هو في حكم المرض كإقرار من خرج للمبارزة أو أخرج للقتل قصاصا أو ليرجم ط عن عجم زاده (قوله إن جهل سببه) أما إذا علم بأن أقر في مرضه بدين علم ثبوته بطريق المعاينة، كما يجب بدلا عن مال ملكه أو استهلكه كان ذلك بالحقيقة من دين الصحة إذ قد علم وجوبه بغير إقراره، فلذلك ساواه في الحكم اهـ سيد.............والله سبحانه وتعالى اعلم.

الجواب صحيح
احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
٣٠/ذوالحجہ/١٤٣٩ھ
١١/ستمبر/2018ء

الجواب صحیح
شاہ محمد تفضل علی
یکم المحرم الحرام ١٤٤٠ھ

محمد اویس
محمد اویس سیالکوٹی کان اللہ لہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
٣٠/ذوالحجہ/١٤٣٩ھ
11/ستمبر/2018ء

الجواب صحیح
محمد طاہر عفی عنہ
١/١/١٤٤٠ھ

دار الافتاء
١٣/٩/٢٠١٨

مفتی
دار العلوم کراچی